فرمودہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

حکایاتِ شیریں

بیان فرمودہ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

مرتبہ

مرزا خلیل احمد قمر
دارالنصر غربی ربوہ

نام کتاب — حکایات شیریں

مرتب وپبلشر — مرزا خلیل احمد قمر دارالنصر غربی ربوہ
پریس — ضیاء الاسلام پریس ربوہ
قیمت — چار روپے
طبع — اوّل
تعداد — ایک ہزار
کتابت — محمود انور خوشنویس

الفہرست

پیش لفظ

از محترم مولانا سیّد عبدالحی شاہ صاحب ناظر اشاعت لٹریچر و
تصنیف صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ

حکایاتِ شیریں کا یہ مجموعہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ان مبارک ملفوظات سے ماخوذ ہے۔ جو حضور وقتاً فوقتاً اپنی روح پرور مجالس میں بیان فرمایا کرتے تھے۔

یہ پُر حکمت اور سبق آموز واقعات شستہ اور سادہ زبان میں انتہائی دلنشین انداز میں بیان ہوئے ہیں اور ان کا مطالعہ بچوں بڑوں سب کے لیے یکساں طور پر مفید ہے۔ یہ دلچسپ واقعات اصلاحِ نفس کیلئے بہت مؤثر ثابت ہوئے ہیں۔ اور پڑھنے والے کے دل میں حضور کے اصل ملفوظات پڑھنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرتب کو جزاء خیر دے۔

سیّد عبدالحی

انتساب

عزیزہ نصرت خلیل کے نام

جس نے ۱۹ اپریل ۱۹۸۶ء کو وفات پائی
خاکسار اس کی وفات کے وقت پاس بیٹھا یہ
کتاب مرتب کر رہا تھا۔

نیکی کا بدلہ

ہمیں اس خدا تعالیٰ کی ہی پرستش کرنی چاہیئے جو کہ ذرہ سے کام کا بھی اجر دیتا ہے ۔۔۔۔۔۔ ایک قصہ بیان کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ تین آدمی پہاڑ میں پھنس گئے تھے۔ وہ اس طرح کہ انہوں نے پہاڑ کی غار میں ٹھکانہ لیا تھا۔ جبکہ ایک پتھر سامنے سے آ گرا اور راستہ بند کر لیا۔ تب ان تینوں نے کہا کہ اب تو نیک کام ہی بچائیں گے چنانچہ ایک نے کہا کہ ایک دفعہ میں نے مزدور لگائے تھے۔ مزدوری کے وقت ان میں سے ایک کہیں چلا گیا۔ میں نے بہت ڈھونڈا آخر نہ ملا تو میں نے اس کی مزدوری سے ایک بکری خریدی اور اس طرح چند سال تک ایک بڑا گلہ ہو گیا۔ پھر وہ آیا اس نے کہا کہ میں نے ایک دفعہ آپ کی مزدوری کی تھی۔ اگر آپ دیں تو عین مہربانی ہوگی میں نے اس کا تمام مال اس کے سپرد کر دیا۔ اے اللہ! اگر تجھے میرا یہ نیک عمل پسند ہے تو میری مشکل آسان کر۔ اتنے میں تھوڑا پتھر اونچا ہو گیا

پھر دوسرے نے اپنا قصہ بیان کیا اور پھر بولا کہ اے اللہ! اگر میری یہ نیکی تجھے پسند ہے تو میری مشکل آسان کر۔ پتھر ذرا اور اونچا ہو گیا۔

پھر تیسرے نے کہا کہ میری ماں بوڑھی تھی ایک رات کو اس نے

پانی طلب کیا میں جب پانی لایا تو وہ سو چکی تھی۔ میں نے اس کو نہ اٹھایا
کہ کہیں اس کو تکلیف نہ ہو۔ اور وہ پانی لیے تمام رات کھڑا رہا۔ صبح
اٹھی تو اسے دے دیا۔ اے اللہ! اگر تجھے میری یہ نیکی پسند ہے تو
مشکل کو دور کر۔ پھر اس قدر پتھر اونچا ہو گیا کہ وہ سب نکل گئے اس
طرح پر اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو نیکی کا بدلہ دے دیا۔
(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۶-۲۷)

خدا کے مقرّبوں کا شیوہ

مجھے ایک حکایت یاد آئی جو سعدی نے بوستان میں لکھی ہے کہ
ایک بزرگ کو کتے نے کاٹا۔ گھر آیا۔ تو گھر والوں نے دیکھا کہ اسے کتے نے
کاٹ کھایا ہے۔ ایک بھولی بھالی چھوٹی لڑکی بھی تھی۔ وہ بولی آپ نے
کیوں نہ کاٹ کھایا۔ اس نے جواب دیا۔ بیٹی انسان سے کتپن نہیں ہوتا
اس طرح سے انسان کو چاہیئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو
لازم ہے کہ اعراض کرے نہیں تو وہی کتپن کی مثال صادق آئے گی
خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بری طرح ستایا
گیا مگر ان کو اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ کا ہی خطاب ہوا
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۰۳)

دشمن مرے تے خوشی نہ کریئے

اگر دشمن مر بھی جاوے تو کیا اور زندہ رہے تو کیا نفع و نقصان
کا پہنچانا خدا تعالیٰ کے قبضہ اور اختیار میں ہے۔ کوئی شخص کسی کو کوئی
گزند نہیں پہنچا سکتا۔ سعدیؒ نے گلستان میں ایک حکایت لکھی ہے کہ
نوشیرواں بادشاہ کے پاس کوئی شخص خوشخبری لے کر گیا کہ تیرا
فلاں دشمن مارا گیا ہے اور اس کا ملک اور قلعہ ہمارے قبضہ میں آگیا
ہے۔ نوشیرواں نے اس کا کیا اچھا جواب دیا۔

مرا بمرگ عدو جائے شادمانی نیست
کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۵۹)

صرف انسان نیکی اختیار کر سکتا ہے

انسان کی بچپن کی حالت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ گائے
بیل وغیرہ جانوروں ہی کی طرح انسان بھی پیدا ہوتا ہے۔ صرف انسان
کی فطرت میں ایک نیک بات یہ ہوتی ہے کہ وہ بدی کو چھوڑ کر نیکی کو
اختیار کرتا ہے اور یہ صفت انسان میں ہی ہوتی ہے کیونکہ بہائم میں

تعلیم کا مادہ نہیں ہوتا۔ سعدیؒ نے بھی ایک قصہ نظم میں لکھا ہے کہ ایک گدھے کو ایک بیوقوف تعلیم دیتا تھا اور اس پر شب و روز محنت کرتا۔ ایک حکیم نے اسے کہا اے بیوقوف تو یہ کیا کرتا ہے اور کیوں اپنا وقت اور مغز بے فائدہ گنواتا ہے؟ یعنی گدھا تو انسان نہ ہوگا تو بھی کہیں گدھا نہ بن جاوے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۶۶)

شیخ سعدیؒ کے دو شاگرد

عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہیئے جب پہلے کم از کم چالیس دن رو رو کر دعا کی ہو۔ ...... شیخ سعدیؒ کے دو شاگرد تھے۔ ایک ان میں سے حقائق بیان کیا کرتا تھا۔ دوسرا جلا بھنا کرتا تھا آخر پہلے نے سعدیؒ سے بیان کیا کہ جب میں کچھ بیان کرتا ہوں تو دوسرا جلتا ہے اور حسد کرتا ہے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ایک نے راہ دوزخ کی اختیار کی کہ حسد کیا اور تو نے غیبت کی۔ غرضیکہ یہ سلسلہ چل نہیں سکتا۔ جب تک رحم، دعا، ستاری اور مرحمہ آپس میں نہ ہو

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۷۹)

دنیا کی خاطر عداوت کیا کرنی

دنیا اور اس کا اسباب کیا ہستی رکھتا ہے کہ اس کی خاطر تم کسی سے عداوت رکھو۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا عمدہ واقعہ بیان کیا ہے کہ دو شخص آپس میں سخت عداوت رکھتے تھے۔ ایسا کہ وہ اس بات کو بھی ناگوار رکھتے تھے کہ ہر دو ایک آسمان کے نیچے ہیں۔ ان میں سے ایک قضائے کار فوت ہو گیا۔ اس سے دوسرے کو بہت خوشی ہوئی۔ ایک روز اس کی قبر پر گیا اور اس کو اکھاڑ ڈالا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا نازک جسم خاک آلودہ ہے اور کیڑے اس کو کھا رہے ہیں۔ ایسی حالت میں دیکھ کر دنیا کے انجام کا نظارہ اس کی آنکھوں کے آگے پھر گیا اور اس پر سخت رقت طاری ہوئی اور اتنا رویا کہ اس کی قبر کی مٹی کو تر کر دیا اور پھر اس کی قبر کو درست کرا کر اس پر لکھوایا

مکن شادمانی بمرگ کسے
کہ دہرت پس از وے نماند بسے

(ملفوظات جلد نہم صہ ۲۱۸)

خدا کے بندوں پر رحم

شیخ سعدیؒ لکھتے ہیں کہ ایک بادشاہ کو ناروا کی بیماری تھی۔ اس نے کہا کہ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ کریم مجھے شفا بخشے تو میں نے جواب دیا کہ آپ کے جیل خانہ میں ہزاروں بے گناہ قید ہوں گے ان کی بد دعاؤں کے مقابلہ میں میری دعا کب سنی جا سکتی ہے۔ تب اس نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور پھر وہ تندرست ہو گیا۔ غرض خدا کے بندوں پر اگر رحم کیا جاوے تو خدا بھی رحم کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۳۶۹)

پوستی کی حکایت

مجھے ایک پوستی کی حکایت یاد آئی۔ وہ یہ ہے کہ ایک پوستی کے پاس ایک لوٹا تھا۔ اور اس میں ایک سوراخ تھا۔ جب رفع حاجت کو جاتا۔ اس سے پیشتر کہ وہ فارغ ہو کر طہارت کر لے۔ سارا پانی لوٹے سے نکل جاتا تھا

آخر کئی دن کی سوچ اور فکر کے بعد اس نے یہ تجویز نکالی کہ پہلے طہارت ہی کر لیا کریں اور اپنی اس تجویز پر بہت ہی خوش ہوا۔ اسی قسم کا نکتہ اور نسخہ ان کو ملا ہے۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۷۷)

حق دوستی

چوری ..... ایک بری صفت ہے لیکن اگر اپنے دوستوں کی چیز بلا اجازت استعمال کر لی جاوے تو معیوب نہیں (بشرطیکہ دوست ہوں) دو شخصوں میں باہمی دوستی کمال درجہ کی تھی اور ایک دوسرے کا محسن تھا۔ اتفاقاً ایک شخص سفر پر گیا۔ دوسرا اس کے بعد اس کے گھر میں آیا اور اس کی کنیز سے دریافت کیا کہ میرا دوست کہاں ہے اس نے کہا کہ سفر کو گیا ہے پھر اس نے پوچھا کہ اس کے روپیہ والے صندوق کی چابی تیرے پاس ہے؟ کنیز نے کہا کہ میرے پاس ہے۔ اس نے کنیز سے وہ صندوق منگوا کر چابی لی اور خود کھول کر کچھ روپے اس میں سے لے گیا جب صاحب خانہ سفر سے واپس آیا تو کنیز نے کہا کہ آپ کا دوست گھر میں آیا تھا۔ یہ سن کر صاحب خانہ کا رنگ زرد ہو گیا اور اس نے پوچھا کہ کیا کہتا تھا۔ کنیز نے کہا کہ اس نے مجھ سے صندوق اور چابی منگوا کر خود آپ کا روپیہ والا صندوق کھولا اور اس میں سے روپیہ نکال کر لے گیا۔ پھر تو وہ صاحب خانہ اس کنیز پر اس قدر خوش ہوا کہ بہت

ہی بھولا اور صرف اس صلہ میں کہ اس نے اس کے دوست کا کہا مان لیا اس کو ناراض نہیں کیا اس کنیز کو اس نے آزاد کر دیا اور کہا کہ اس نیک کام کے اجر میں جو کہ تجھ سے ہوا ہے کہ میں آج ہی تجھ کو آزاد کرتا ہوں

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۶۸)

ایک طوطے کی کہانی

صوفی کہتے ہیں کہ ہر ایک شخص کو جو خدا تعالیٰ سے ملنا چاہے ضروری ہے کہ وہ باب الموت سے گزرے۔

مثنوی میں اس مقام کے بیان کرنے میں ایک قصہ نقل کیا ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک طوطا تھا۔ جب وہ شخص سفر کو چلا تو اس نے طوطے سے پوچھا کہ تو بھی کچھ کہہ۔ طوطے نے کہا اگر تو فلاں مقام پر گزرے تو ایک بڑا درخت ملے گا اس پر بہت سے طوطے ہوں گے ان کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ تم بڑے خوش نصیب ہو کہ کھلی ہواؤں میں آزادانہ زندگی بسر کرتے ہو اور ایک میں بے نصیب ہوں کہ قید میں ہوں۔ وہ شخص جب اس درخت کے پاس پہنچا تو اس نے طوطوں کو وہ پیغام پہنچایا۔ ان میں سے ایک طوطا درخت سے گرا اور پھڑک پھڑک کر جان دے دی۔ اس کو یہ واقعہ دیکھ کر کمال افسوس ہوا کہ اس کے ذریعہ سے ایک جان ہلاک ہوئی۔ مگر سوائے صبر کے کیا چارہ تھا۔ جب سفر سے

وہ واپس آیا تو اس نے طوطا کو سارا واقعہ سنایا اور اظہارِ غم کیا۔ یہ سنتے ہی وہ طوطا بھی جو پنجرہ میں تھا پھڑکا اور پھڑک پھڑک کر جان دے دی یہ واقعہ دیکھ کر اس شخص کو اور بھی افسوس ہوا کہ اس کے ہاتھ سے دو خون ہوئے آخر اس نے طوطا کو پنجرے سے نکال کر باہر پھینک دیا تو وہ طوطا جو پنجرہ سے مردہ سمجھ کر پھینک دیا تھا اڑ کر دیوار پر جا بیٹھا اور کہنے لگا دراصل نہ وہ طوطا مرا تھا اور نہ میں۔ میں نے تو اس سے راہ پوچھی تھی کہ اس قید سے آزادی کیسے حاصل ہو۔ سو اس نے مجھے بتایا کہ آزادی تو مر کر حاصل ہوتی ہے۔ پس میں نے بھی موت اختیار کی تو آزاد ہو گیا۔

پس یہ سچی بات ہے کہ نفس امارہ کی تاروں میں جو ..... جکڑا ہوا ہے اس سے رہائی بغیر موت کے ممکن ہی نہیں۔

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۹۶)

قلوب میں عظمت ڈالنی خدا کا کام ہے

علماء دین کے واسطے ظاہری بلندی چاہتی عیب میں داخل ہے۔ قلوب میں عظمت ڈالنی انسانی ہاتھ کا کام نہیں ہے۔ یہ ایک کشش ہوتی ہے جو کہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ہوتی ہے۔ ہم کیا کر رہے ہیں جو ہزارہا آدمی کھنچے چلے آتے ہیں۔ یہ سب خدا تعالیٰ کی کشش ہے۔ ان لوگوں کی

علمیت اور حکمت اور دانائی ان کے کچھ کام نہ آئی ۔ مثنوی میں ایک قصہ
لکھا ہے کہ ایک شخص دولتمند تھا مگر بے چارے کی عقل کم تھی ۔ وہ کہیں
جانے لگا اس نے گدھے پر بوری میں ایک طرف جواہر ڈالے اور وزن
کو برابر کرنے کے واسطے ایک طرف اتنی ہی ریت ڈال دی ۔ آگے چلتے
چلتے اسے ایک شخص دانشمند ملا مگر کپڑے پھٹے ہوئے بھوک کا مارا ہوا، سر پر
پگڑی نہیں ۔ اس نے اس کو مشورہ دیا کہ تُو نے ان جواہرات کو نصف
نصف کیوں نہ دونوں طرف ڈالا ـــ اب ناحق جانور کو تکلیف دے
رہا ہے ۔ اس نے جواب دیا کہ میں تیری عقل نہیں برتتا ۔ تیری عقل کے ساتھ
نحوست ہے ۔ بلکہ میں تجھ بدبخت کا مشورہ بھی قبول نہیں کرتا ۔
(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۸۴)

مرنے کے وقت ریاکاری

جب تک انسان سچا مومن نہیں بنتا اس کے نیکی کے کام خواہ کیسے
ہی عظیم الشان ہوں لیکن وہ ریاکاری کے ملمع سے خالی نہیں ہوتے ۔ ۔
.... خواجہ صاحب نے ایک نقل بیان کی تھی اور خود میں نے بھی اس قصہ
کو پڑھا ہے کہ سر فلپ سڈنی ملکہ الزبتھ کے زمانہ میں قلعہ زلفن ملک
ہالینڈ کے محاصرہ میں جب زخمی ہوا تو اس وقت عین نزع کی تلخی
اور شدت پیاس کے وقت جب اس کیلئے ایک پیالہ پانی کا جو وہاں

بہت کمیاب تھا مہیا کیا گیا ۔ تو اس کے پاس ایک اور زخمی سپاہی تھا ۔
جو نہایت پیاسا تھا وہ سر فلپ سڈنی کی طرف حسرت اور طمع کے ساتھ دیکھنے
لگا ۔ سڈنی نے اس کی یہ خواہش دیکھ کر پانی کا وہ پیالہ خود نہ پیا بلکہ بطور
ایثار یہ کہہ کر اس سپاہی کو دے دیا کہ "تیری ضرورت مجھ سے زیادہ
ہے" مرنے کے وقت بھی لوگ ریاکاری سے نہیں رکتے ۔ ایسے کام
اکثر ریاکاروں سے ہو جاتے ہیں جو اپنے آپ کو اخلاقِ فاضلہ والے
انسان ثابت کرنا یا دکھانا چاہتے ہیں ۔
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۱۳)

ہمارا نقّارہ

" اعداء کا وجود ہمارا نقّارہ ہے ۔ یہ انہیں کی مہربانی ہے کہ
تبلیغ کرتے رہتے ہیں ۔ مثنوی میں ذکر ہے کہ ایک دفعہ ایک چور ایک
مکان کو نقب لگا رہا تھا ایک شخص نے اوپر سے دیکھ کر کہا کہ کیا کرتا
ہے ۔ چور نے کہا کہ نقارہ بجا رہا ہوں ۔ اس شخص نے کہا آواز تو نہیں
آتی چور نے جواب دیا کہ اس نقّارہ کی آواز صبح کو سنائی دیوے گی اور
ہر ایک سنے گا ایسے ہی یہ لوگ شور مچاتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں تو
لوگوں کو خبر ہوتی رہتی ہے
(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۷۲)

طاعون کے ٹیکہ کا حال

طاعون سے بچنے کیلئے ٹیکہ لگانے کا ذکر ہو رہا تھا۔ حضرت نواب محمد علی خانصاحب نے کہا کہ ٹیکہ بھی کہاں تک لگے گا اس پر حضرت اقدس نے ہنس کر فرمایا

وہی مثال ہے جس کا ذکر مثنوی میں لکھا ہے کہ ایک شخص کی ماں بدکار تھی۔ اس نے اسے مار ڈالا۔ لوگوں نے کہا ماں کو کیوں مار ڈالا؟ اس کے دوستوں کو مارنا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ ایک کو مارتا دو کو مارتا آخر کتنوں کو مارتا اس لیے اسے ہی مارنا مناسب تھا۔ یہی حال ٹیکہ کا ہے۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۸۰)

بہرہ اور مریض

جب ہم انسان کو مہذب دیکھتے ہیں تو کیوں اس کی جڑ تہذیب نہ بتائیں ...... کیا خدا تعالیٰ کو پہلا عمدہ نمونہ دکھانا چاہیئے تھا یا خراب اور اوّل الدّن درد کا مصداق۔ خدا نے برا بنایا تھا اور پھر گھس گھس کر خود عمدہ بن گیا۔ خدا تعالیٰ کی شان میں گستاخی اور توہین ہے اور اس کی تو وہی مثال ہے جو مثنوی میں ایک بہرہ کی حکایت لکھی

ہے کہ وہ کسی بیمار کی عیادت کو گیا اور خود ہی تجویز کر لیا کہ پہلے مزاج پوچھوں گا وہ کہے گا اچھا ہے میں کہوں گا الحمدللہ اور پھر میں پوچھوں گا آپ کیا کھاتے ہیں تو وہ چونکہ بیمار ہے یہی کہے گا کہ مونگ کی دال کھاتا ہوں میں کہوں گا بہت اچھا اور پھر پوچھوں گا طبیب کون ہے وہ کہے گا فلاں ہے میں کہوں گا خوب ہے دست شفا ہے لیکن جب وہاں گئے تو

بہرہ (مریض سے): آپ کا مزاج کیسا ہے؟
مریض: مر رہا ہوں۔
بہرہ: الحمدللہ
بہرہ (مریض سے) آپ کی غذا کیا ہے؟
مریض: خونِ جگر
بہرہ: بہت اچھی غذا ہے۔
بہرہ (مریض سے): طبیب کون ہے؟
مریض: ملک الموت
بہرہ: طبیب اچھا ہے دست شفا ہے۔
ان لوگوں کی بھی کچھ ایسی حالت ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۱۷-۴۱۸)

اپنے آپکو بیچ دو

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک نوجوان نے کہا کہ مجھے جانوروں کی بولیاں آ جائیں تو میں ان سے عبرت حاصل کر لیا کروں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ عبرت اور بیداری خدا کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی اس خیال کو چھوڑ دو۔ اس میں خطرہ ہے۔ مگر حضرت موسیٰؑ کے منع کرنے سے اس کو اور بھی شوق پیدا ہوا۔ اور بڑی التجا کی حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ اس شخص کو شیطان نے فریب دیا ہے اگر اس کو سکھاتا ہوں تو اس کو نقصان ہوگا۔ ورنہ اسے بدگمانی ہوگی۔ حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالےٰ نے کہا اچھا اسے سکھا دو۔ غرض حضرت موسیٰؑ نے اس کو کتے اور مرغ کی زبان سے واقف کر دیا۔ دوسرے دن تجربہ کیلئے اس نے کتے اور مرغ کی آواز کی طرف توجہ کی۔ لونڈی نے دسترخوان جو جھاڑا تو رات کے بچے ہوئے ٹکڑے اس میں سے گرے مرغ نے جھٹ وہ اٹھا کر کھا لیے کتے نے اس کو کہا تو نے مجھ پر بڑا ظلم کیا تو تو دانے وغیرہ کھا سکتا ہے میں نہیں کھا سکتا ہوں مرغ نے اس کو کہا تو غم نہ کر تجھ کو تو ان ٹکڑوں سے بہتر ملنے والا ہے۔ خواجہ صاحب کا گھوڑا مر جائے گا وہ گوشت سوائے کتوں کے اور کس کے کام آئے گا۔ اس نوجوان نے جب اس مکالمہ کو سنا تو جھٹ اس نے گھوڑا بیچ دیا اور اس نقصان سے وہ بچ گیا

دوسرے دن پھر ایسا ہی اتفاق ہوا۔ مرغ نے وہ ٹکڑے کھا لیے اور کتے سے پھر سوال و جواب ہوا تو مرغ نے کہا کہ گھوڑا تو بے شک مر گیا ہے مگر دوسری جگہ جا کر کیونکہ اس نے بیچ دیا تھا۔ خیر کوئی فکر کی بات نہیں اب کل اونٹ مر جائے گا اور تمہاری عید ہو جائے گی۔ اس شخص نے اونٹ کو بھی بیچ دیا۔ تیسرے دن پھر دونوں میں وہی مکالمہ ہوا اور کتے نے اس کو الزام دیا۔ مگر مرغ نے پھر وہی جواب دیا کہ اونٹ بھی اس نے بیچ دیا ہے اور وہ دوسری جگہ جا کر فوت ہو گیا ہے۔ خیر کوئی بات نہیں اب کل اس کا غلام مر جائے گا۔ تو اس کی وفات پر کتوں اور عزیزوں کو نان ملیں گے۔ اس شخص نے غلام کو بھی بیچ دیا۔ اب وہ مرغ اس کتے کے سامنے چوتھے دن بہت ہی شرمندہ ہوا۔ مرغ نے کہا یہ مت خیال کر کہ میں نے جھوٹ کہا جو کچھ میں نے خبر دی تھی وہ بالکل درست تھی۔ ہماری قوم تو بڑی راستباز ہے اور وقت کی نگران ہے اگر ہم کو بند بھی کیا ہوا ہو تب بھی ٹھیک وقت پر ہم اذان دیتے ہیں خیر جو کچھ بھی ہو گیا ہو گیا اب کل یہ خود مرے گا اور خوب تمہاری عید ہوگی۔ اگر یہ شخص گھوڑے یا اونٹ یا غلام کی پرواہ نہ کرتا تو آپ بچ جاتا۔ مگر اس نے مال کی پروا کی اور اپنی جان کی پرواہ نہ کی۔ درویش جو ریاضت کرتے ہیں اس ریاضت سے انکی روحانی زندگی بڑھتی ہے۔

غرض اس مرغ نے نہایت عمدہ رنگ میں اس مضمون پر بحث کی اور بتایا کہ کس طرح انسان بلاؤں سے بچ سکتا ہے۔ اس شخص نے چونکہ

پروا نہیں کی اب یہ خود مرتا ہے۔ خواجہ یہ سن کر ڈرا اور بھاگتا ہوا حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ اب تو اپنے آپ کو بچ کر اگر بچ سکتا ہے تو تجربہ کرلے۔ اپنے نقصانِ مال کو تو تُو نے دوسروں کے نقصانِ مال پر ڈالا۔ اور آپ بچتا گیا مگر اب کیا چارہ ہے۔ اب تو اس سے تو بچ سکتا نہیں بہتر ہے کہ تو اپنے ایمان کو درست کر۔ اگر تو ایماندار فوت ہوا تو مرے گا نہیں بلکہ زندہ ہی رہے گا۔ مومن دراصل مرتا نہیں زندہ رہتا ہے۔ غرض آخر وہ ایمان لایا اور اس طرح پر روحانی موت سے بچ گیا۔" (سیرۃ مسیح موعود جلد اوّل ۱۵۱تا۱۵۲)

اندھے اور گنجے کی کہانی

ایک گنجا اور ایک اندھا تھا۔ خدا کا فرشتہ متشکل ہو کر گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے تو گنجے نے کہا کہ میرے سر کے بال ہو جاویں اور مال و دولت ہو جاوے۔ چنانچہ فرشتہ نے گنجے کے سر پہ ہاتھ پھیرا تو خدا کی قدرت سے اس کے سر پر بال بھی نکل آئے اور مال و دولت اور نوکر چاکر بھی مل گئے۔ پھر اندھے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ اندھے نے کہا کہ میری آنکھیں روشن ہو جاویں تو میں ٹکریں کھاتا نہ پھروں اور روپیہ پیسہ بھی مل جاوے تو کسی کا محتاج نہ رہوں۔ فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ

روشن ہو گئیں اور مال و دولت بھی مل گیا۔ پھر وہی فرشتہ گنجے اور اندھے کی آزمائش کے لیے خدا تعالیٰ کے حکم سے ایک فقیر کے بھیس میں آیا اور گنجے کے پاس جا کر سوال کیا۔ گنجے نے ترش روی سے جواب دیا اور جھڑک دیا اور کہا کہ چل تیرے جیسے بہت فقیر پھرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس کے سر پہ ہاتھ پھیر دیا اور پھر وہ گنجے کا گنجا ہی ہو گیا اور سب مال و دولت جاتا رہا اور پھر ویسا ہی تنگ حال ہو گیا۔ پھر وہی فرشتہ فقیر کی شکل میں اندھے کے پاس آیا جو اب بڑا دولتمند اور بینا ہو گیا تھا۔ اور سوال کیا۔ اس نے کہا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے ہی دیا ہے اور اس کا مال ہے تم لے لو۔ اس پر پھر اللہ تعالیٰ نے اندھے کو اور بھی مال و دولت دیا"

نتیجہ: پس اے عزیز بچو! تم بھی یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر کرو اور اس کی قدر کرو اور سوالی کو جھڑکی نہ دو۔ خیرات کرنا اچھی بات ہے اور سوالی کو دینا چاہیئے اس سے خدا خوش ہوتا ہے اور نعمت زیادہ کرتا ہے۔ (سیرۃ مسیح موعود جلد اوّل صفحہ ۱۵۵)

ایک بزرگ اور چور کی کہانی

" ایک بزرگ کہیں سفر میں جا رہے تھے اور ایک جنگل میں ان کا گزر ہوا جہاں ایک چور رہتا تھا اور جو ہر آنے جانے والے مسافر کو لوٹ لیا کرتا تھا۔ اپنی عادت کے موافق اس بزرگ کو بھی لوٹنے لگا۔ بزرگ

موصوف نے فرمایا وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُوْنَ تمہارا رزق آسمان پر موجود ہے۔ تم خدا پر بھروسہ کرو اور تقوٰی اختیار کرو۔ چوری چھوڑ دو۔ خدا تعالیٰ خود تمہاری ضرورتوں کو پورا کر دے گا۔ چور کے دل پر اثر ہوا۔ اس نے بزرگ موصوف کو چھوڑ دیا اور ان کی بات پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ اسے سونے چاندی کے برتنوں میں عمدہ عمدہ کھانے ملنے لگے وہ کھانے کھا کر برتنوں کو جھونپڑی کے باہر پھینک دیتا۔ اتفاقاً پھر وہی بزرگ کبھی ادھر سے گزرے تو اس چور نے جو اب بڑا نیک بخت اور متقی ہو گیا تھا۔ اس بزرگ سے ساری کیفیت بیان کی اور کہا کہ مجھے اور آیت بتلاؤ تو بزرگ موصوف نے فرمایا کہ فی السماء والارض انہ الحق۔ یہ پاک الفاظ سن کر اس پر ایسا اثر ہوا کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اس کے دل پر بیٹھ گئی پھر تڑپ اٹھا اور اسی میں جان دیدی

پس اے عزیز تم نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے سے کیا کیا نعمتیں ملتی ہیں اور تقوٰی اختیار کرنے سے کیسی دولت ملتی ہے۔ غور کر کے دیکھو وہ خدا تعالیٰ جو زمین و آسمان کے رہنے والوں کی پرورش کرتا ہے۔ کیا اس کے ہونے میں کوئی شک و شبہ ہو سکتا ہے۔ وہ پاک اور سچا خدا ہی ہے جو ہم تم سب کو پالتا پوستا ہے۔ پس خدا ہی سے ڈرو۔ اسی پر بھروسہ کرو اور نیکی اختیار کرو"

(سیرۃ مسیح موعود جلد اوّل صہ ۱۵۶)

امراء عبادت نہیں کر سکتے

کوئی شخص نواب تھا۔ صبح کو نماز کے لیے نہیں اٹھتا تھا۔ ایک مولوی نے اسے وعظ سنایا۔ اس پر نواب نے اپنے خادم کو کہا کہ مجھ کو صبح کو اٹھا دینا۔ خادم نے دو تین مرتبہ اس کو جگایا۔ جب ایک مرتبہ جگایا تو اس نے دوسری طرف کروٹ بدل لی۔ جب دوبارہ اس طرف ہو کر جگایا پھر اور طرف ہو گیا۔ جب تیسری مرتبہ جگایا تو اس نے اٹھ کر اس کو خوب مارا اور کہا کم بخت جب ایک مرتبہ نہیں اٹھا تو تجھے معلوم نہ ہوا کہ ابھی نہ اٹھوں گا پھر کیوں جگایا؟ اور اتنا مارا کہ وہ بے چارہ بیہوش ہو گیا۔ آپ ہی تو مولوی سے وعظ سن کر اس کو کہا تھا کہ مجھ کو اٹھا دینا۔ پھر جب اس نے جگایا تو اس بے چارے کی شامت آ گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کے پاس بہت سا حصّہ جاگیر کا ہوتا ہے وہ ایسے غافل ہو جاتے ہیں کہ حق اللہ کا ان کو خیال نہیں آتا۔ امراء میں بہت سا حصّہ تکبّر کا ہوتا ہے جس کی وجہ سے عبادت نہیں کر سکتے (ملفوظات جلد ۶ صہ ۵۳-۵۴)

یار کو یاد کرنا اور گن گن کر

جو شخص اللہ تعالیٰ کو سچے ذوق اور لذّت سے یاد کرتا ہے اسے شمار

سے کیا کام وہ تو بیرون از شمار یاد کرے گا۔

ایک عورت کا قصہ مشہور ہے کہ وہ کسی پر عاشق تھی اس نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ تسبیح ہاتھ میں لیے ہوئے پھیر رہا ہے۔ اس عورت نے اس سے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے۔ اس نے کہا میں اپنے یار کو یاد کرتا ہوں۔ عورت نے کہا کہ یار کو یاد کرنا اور پھر گن گن کر؟

درحقیقت یہ بات بالکل سچی ہے کہ یار کو یاد کرنا ہو تو پھر گن گن کر کیا یاد کرنا ہے اور اصل بات یہی ہے کہ جب تک ذکر الٰہی کثرت سے نہ ہو۔ وہ لذّت اور ذوق جو اس ذکر میں رکھا گیا ہے حاصل نہیں ہوتا۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۹)

خلق میں تبدیلی ممکن ہے

ذکر کرتے ہیں کہ افلاطون کو علم فراست میں بہت دخل تھا۔ اور اس کے دروازہ پر ایک دربان مقرر کیا ہوا تھا جسے حکم تھا کہ جب کوئی شخص ملاقات کو آوے تو اوّل اس کا حلیہ بیان کرو اس حلیہ کے ذریعہ وہ اس کے اخلاق کا حال معلوم کرکے پھر اگر قابلِ ملاقات سمجھتا تو ملاقات کرتا ورنہ ردّ کر دیتا۔ ایک دفعہ ایک شخص اس کی ملاقات کو آیا دربان نے اطلاع دی۔ اس کے نقوش کا حال سن کر افلاطون نے ملاقات سے انکار کر دیا۔ اس پر اس شخص نے کہلا بھیجا کہ افلاطون سے کہہ دو کہ جو کچھ

تم نے سمجھا ہے بالکل درست ہے مگر میں نے قوّتِ مجاہدہ سے اپنے اخلاق کی اصلاح کر لی ہے اس پر افلاطون نے ملاقات کی اجازت دے دی پس خلق ایسی شے ہے جس میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔

(ملفوظات جلد ہفتم صہ ۱۲۹)

ایک پرندے کی مہمان نوازی

ایک پرندے کی مہمان نوازی پر ایک حکایت ہے کہ ایک درخت کے نیچے ایک مسافر کو رات آ گئی۔ جنگل کا ویرانہ اور سردی کا موسم۔ درخت کے اوپر ایک پرندے کا آشیانہ تھا۔ نر و مادہ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ یہ غریب الوطن آج ہمارا مہمان ہے اور سردی زدہ ہے اس کے واسطے ہم کیا کریں؟ سوچ کر ان میں یہ صلاح قرار پائی کہ ہم اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پھینک دیں اور وہ اس کو جلا کر آگ تاپے۔ چنانچہ انہوں نے کیا کہ یہ بھوکا ہے اس کے واسطے کیا دعوت تیار کی جائے اور تو کوئی چیز موجود نہ تھی۔ ان دونوں نے اپنے آپکو نیچے اس آگ میں گرا دیا۔ تاکہ ان کے گوشت کا کباب ان کے مہمان کے واسطے رات کا کھانا ہو جائے اس طرح انہوں نے مہمان نوازی کی ایک نظیر قائم کی۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۸۲)

بدی نہ کرنے کا احسان

"مجھے ایک مثال کسی نے سنائی تھی اور وہ صحیح ہے کہتے ہیں ایک شخص نے کسی کی دعوت کی اور بڑے تکلف سے اس کی تواضع کی۔ جب وہ کھانے سے فراغت پاچکا تو اس سے نہایت عجز و انکسار سے میزبان نے کہا کہ میں آپ کی شان کے موافق حق دعوت ادا نہیں کر سکا۔ آپ مجھے معاف فرمائیں مہمان نے سمجھا کہ گویا اس طرح پر احسان جتاتا ہے۔ اس نے کہا میں نے بھی آپ کے ساتھ بڑی نیکی کی ہے۔ اسے تم یاد نہیں رکھتے۔ اس نے کہا وہ کون سی نیکی ہے؟ تو کہا کہ جب تم مہمانداری میں مصروف تھے تو میں تمہارے گھر کو آگ لگا سکتا تھا۔ مگر میں نے کس قدر احسان کیا ہے کہ آگ نہیں لگائی۔ یہ بدی کی مثال ہے گویا آگ لگا کر خطرناک نقصان نہیں کیا۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بدی نہ کرنے کا احسان جتاتے ہیں۔ ایسے لوگ حیوانات کی طرح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر وہی لوگ ہیں جو بدی سے پرہیز کرکے ناز نہیں کرتے بلکہ نیکی کرکے بھی کچھ نہیں سمجھتے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۷۸)

نقلی فقیر کی عزّت

کہتے ہیں کہ ایک گبر چالیس سال تک ایک جگہ آگ پر بیٹھا رہا اور اس کی پرستش میں مصروف رہا۔ چالیس سال کے بعد جب وہ اٹھا تو لوگ اس کے پاؤں کی مٹی آنکھ میں ڈالتے تھے تو ان کی آنکھ کی بیماری اچھی ہو جاتی تھی۔ اس بات کو دیکھ کر ایک صوفی گھبرایا۔ اور اس نے سوچا کہ جھوٹے کو یہ کرامت کس طرح سے مل گئی اور وہ اپنی حالت میں مذبذب ہو گیا اس پر ھاتف کی آواز اسے پہنچی جس نے کہا تو کیوں گھبراتا ہے سوچ کہ جب جھوٹے اور گمراہ کی محنت کو خدا تعالیٰ نے ضائع نہیں کیا تو جو سچا اس کی طرف جائے گا اس کا کیا درجہ ہوگا؟ اور اس کو کس قدر انعام ملے گا۔

(ملفوظات جلد نہم صد ۲۴۶-۲۴۷)

تواضع

تواضع اور مسکنت عمدہ شے ہے جو شخص باوجود محتاج ہونے کے تکبّر کرتا ہے وہ کبھی مراد کو نہیں پا سکتا اس کو چاہیئے کہ عاجزی اختیار کرے کہتے ہیں کہ جالینوس حکیم ایک بادشاہ کے پاس ملازم تھا۔ بادشاہ کی عادت تھی کہ ایسی ردّی چیزیں کھایا کرتا تھا جن سے جالینوس کو

یقین تھا کہ بادشاہ کو جزام ہو جائے گا چنانچہ وہ ہمیشہ بادشاہ کو روکتا تھا مگر بادشاہ باز نہ آتا تھا۔ اس سے تنگ آکر جالینوس وہاں سے بھاگ کر اپنے وطن کو چلا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ کے بدن پر جذام کے آثار نمودار ہوئے تب بادشاہ نے اپنی غلطی کو سمجھا اور اس نے انکسار اختیار کیا اور اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھایا اور خود فقیرانہ لباس پہن کر وہاں سے چل نکلا اور جالینوس کے پاس پہنچا اور جالینوس نے اسکو پہچانا اور بادشاہ کی تواضع اسے پسند آئی اور پورے زور سے اس کے علاج میں مصروف ہوا تب خدا تعالیٰ نے اسے شفاء دی۔

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۸۷)

طبیب کی شکل

اگر طبیب سے غلطی ہو گئی ہے یا کامیابی نہیں ہو سکی تو پھر کیا ہوا۔ اس کا کام تو صرف ہمدردی کرنا تھا تقدیر کا مقابلہ نہ کرنا تھا۔ ایک طبیب کا ذکر ہے کہ وہ قبرستان کو جاتے وقت برقع پہن لیا کرتے تھے کسی نے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں

طبیب نے جواب دیا کہ یہ سب آدمی میری دوائیوں سے ہی ہلاک ہوئے تھے۔

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۳۴۰)

یہودی کے اسلام لانے کا واقعہ

ایک یہودی کا قصہ ہے جو کہ ایک بڑا طبیب گزرا ہے اور جس کا نام ابوالخیر تھا۔ کہ ایک دفعہ وہ ایک کوچہ میں سے گزر رہا تھا۔ جبکہ اس نے ایک شخص کو یہ پڑھتے ہوئے سنا کہ احسب الناس الآیتہ۔ اگرچہ وہ یہودی تھا اس نے آیت کو سن کر اپنے ہاتھوں سے ایک دیوار پر ٹیک لگا لی اور سر جھکا کر رونے لگا۔ جب رو چکا تو اپنے گھر آیا اور جب وہ سو گیا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہوں نے آکر فرمایا کہ اے ابوالخیر تعجب ہے کہ تجھ جیسا فضل وکمال والا انسان مسلمان نہ ہو۔ صبح جب اٹھا تو اس نے تمام شہر میں اعلان کر دیا کہ میں آج مذہب اسلام قبول کرتا ہوں

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۰۱)

ذرہ سی نیکی کا بدلہ

ایک یہودی نے کسی شخص کو کہا کہ میں تجھے جادو سکھلا دوں گا۔ شرط یہ ہے کہ تو کوئی بھلائی نہ کرے۔ جب دنوں کی تعداد پوری ہو گئی اور جادو نہ سیکھ سکا تو یہودی نے کہا تو نے ان دنوں میں تو

نے ضرور کوئی بھلائی کی ہے۔ جس کی وجہ سے تو نے جادو نہیں سیکھا اس نے کہا کہ میں نے کوئی اچھا کام نہیں کیا سوائے اس کے کہ راستہ میں سے کانٹا اٹھایا۔ اس نے کہا۔ بس یہی تو ہے جس کی وجہ سے تو جادو نہ سیکھ سکا۔ تب وہ بولا خدا تعالیٰ کی بڑی مہربانیاں ہیں کہ اس نے ذرہ سی نیکی کے بدلہ بڑے بھاری گناہ سے بچا لیا۔

(ملفوظات جلد ششم صہ ۲۶)

وفاداری کا سبق کتے سے سیکھو

لکھا ہے کہ ایک یہودی مشرف بہ اسلام ہوا۔ کچھ دن بعد جو مصیبت کا سامنا ہوا اور بھوکا مرنے لگا اور فاقے پر فاقہ آنے لگا۔ تو کسی یہودی کے مکان پر بھیک مانگنے کیلئے گیا۔ یہودی نے اس نو مسلم کو چار روٹیاں دیں۔ جب وہ روٹیاں لے کر جا رہا تھا تو ایک کتا بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔ اس شخص نے یہ خیال کرکے کہ شاید ان روٹیوں میں سے کتے کا بھی کچھ حصہ ہے۔ ایک روٹی کتے کے آگے پھینک دی اور آگے چل دیا۔ کتا اس روٹی کو جلدی جلدی کھا کر پھر پیچھے پیچھے ہو لیا۔ تب اس نے خیال کیا کہ شاید ان روٹیوں میں سے نصف حصہ کتے کا ہو۔ تب اس نے ایک اور روٹی کتے کے آگے پھینک دی۔ مگر کتا اس کو بھی کھا کر پیچھے پیچھے چل دیا۔ پھر اس نے جب معلوم کیا کہ کتا پیچھا

نہیں چھوڑتا تو اسے خیال گزرا کہ شاید تین حصے اس کے ہوں اور ایک حصہ میرا ہو۔ اس لیے اس نے ایک روٹی اور ڈال دی مگر کتا وہ روٹی کھا کر بھی واپس نہ گیا۔ تب اسے کتے پر غصہ آیا اور کہا تو تو بڑا بدذات ہے مانگ کر میں چار روٹیاں لایا تھا مگر ان میں سے تین کھا کر بھی تو پیچھا نہیں چھوڑتا۔ خدا تعالیٰ نے اس وقت کتے کو بولنے کیلئے زبان دے دی تب کتے نے جواب دیا کہ میں بدذات نہیں ہوں۔ میں خواہ کتنے فاقے اٹھاؤں مگر مالک کے سوائے دوسرے گھر پر نہیں جاتا۔ بدذات تو تو ہے جو دو تین فاقے اٹھا کر ہی کافر کے گھر مانگنے کیلئے آ گیا۔ تب وہ مسلمان یہ جواب سن کر اپنی حالت پر بہت پشیمان ہوا۔

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۵۰)

کیمیا کے لالچ کے نقصانات

بہت سے لوگ کیمیائی فکر میں لگے رہتے ہیں اور عمر کو ضائع کرتے ہیں اور بجائے اس کے کہ کچھ حاصل کریں جو کچھ پاس ہوتا ہے اس کو بھی کھو دیتے ہیں۔ ایک شخص بٹالہ کا رہنے والا تھا جو کہ کسی قدر غربت سے گزارہ کرتا تھا اور اس نے جو مکان رہائش کے لیے بنایا تھا اس کے باہر کی ایک ایک اینٹ تو پکی تھی اور باقی اندر سے کچا تھا۔ ایک دن اسے ایک فقیر ملا جو بہت وظیفہ پڑھتا رہتا تھا اور ظاہراً نہایت

نیک معلوم ہوتا تھا بوجہ اس کے ظاہری ورد و وظائف کے وہ سادہ لوح آدمی اس کے ساتھ بہت بیٹھتا اور تعلق رکھتا تھا۔ کچھ مدت کے بعد اس فقیر نے بڑی سنجیدگی سے اس آدمی سے پوچھا کہ تم نے یہ مکان اس طرح پر کیوں بنایا ہے کیوں نہیں سارا پختہ بنا لیتے اس نے جواب دیا کہ ... نہیں غریب ہوں اس پر فقیر نے کہا روپے کی کیا بات ہے اور اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا اس ذو معنے جواب پر اس شخص کو کچھ خیال پیدا ہوا اور اس نے پوچھا کہ کیا تم کچھ کیمیا جانتے ہو۔ اس نے کہا کہ ہاں استاد صاحب جانتے تھے اور بہت اصرار کے بعد مان لیا کہ مجھ کو بھی آتا ہے۔ پر میں کسی کو بتاتا نہیں چونکہ تم بہت پیچھے پڑے ہو اس لیے کچھ تم کو بتا دیتا ہوں اور یہ کہہ کر اس کو گھر کا زیور اکٹھا کرنے کی ترغیب دی اور کچھ مدت تک باہر میدان میں جا کر وظیفہ پڑھتا رہا۔ ایک دن زیور لے کر ہنڈیا میں رکھنے لگا مگر کسی طرح اس زیور کو تو چرا لیا اور اس کی جگہ اینٹیں اور روڑے بھر دیئے اور خود وظیفہ کے بہانے باہر چلا گیا اور جاتے وقت کہہ گیا کہ اس ہنڈیا کو بہت سے اُپلوں میں رکھ کر آگ دو مگر دیکھنا کچا نہ اتارنا بلکہ جب تک میں نہ آؤں اسے ہاتھ نہ لگانا۔ اس نے اس کے کہنے کے مطابق اس ہنڈیا کو خوب آگ دی اور اس قدر دھواں ہوا کہ ہمسائے اکٹھے ہو گئے اور دروازہ کھلوا کر اندر گئے اور جب اس سے پوچھنے پر معلوم کیا کہ کیمیا بن رہا ہے تو انہوں نے اس شخص کو سمجھایا کہ وہ

تجھے لوٹ کر لے گیا اور جب ہنڈیا کھولی تو اس میں سے روڑے نکلے چنانچہ وہ شخص جب کسی کام کیلئے گورداسپور گیا تو اسے وہاں معلوم ہوا کہ وہی شخص کسی اور کو دھوکا دے گیا ہے اور وہاں آگ جل رہی ہے۔ پس اس نے ان کو بھی سمجھا دیا کہ مجھ کو بھی لوٹ کر لے گیا ہے اور وہاں بھی ہنڈیا کھولنے پر اینٹ پتھر ہی نکلے (ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۶۳۔ ۱۶۴)

جبتک خدا نہ دکھائے

انبیاء وغیرہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے ہوتے ہیں۔ جبتک خدا نہ دکھاوے کوئی ان کو دیکھ نہیں سکتا...... کہتے ہیں سلطان محمود ایک راجہ کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گیا وہ راجہ کچھ عرصہ اس کے ساتھ رہ کر آخر کار اپنے مذہب اور اسلام کا مقابلہ کر کے مسلمان ہو گیا الگ خیمہ میں رہا کرتا تھا۔ ایک دن وہ بیٹھا ہوا رو رہا تھا کہ خیمہ کے پاس سے محمود گزرا۔ اس نے رونے کی آواز سنی۔ اندر آیا۔ پوچھا کہ اگر وطن یاد آیا ہے تو میں وہیں کا راجہ بنا کر بھیج دیتا ہوں۔ اس نے کہا کہ اب مجھے دنیا کی ہوس کوئی نہیں۔ اس وقت مجھے یہ خیال آیا ہے کہ قیامت کے دن اگر یہ سوال ہوا کہ تو کیسا مسلمان ہے کہ جب تک محمود نے چڑھائی نہ کی اور وہ گرفتار کر کے تجھ کو نہ لایا تو مسلمان نہ ہوا۔ کیا اچھا ہوتا کہ مجھے اسوقت ابتدا میں سمجھ آجاتی کہ اسلام سچا مذہب ہے (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۰۴۔ ۴۰۵)

امیروں کا حال

" امیروں کا تو یہ حال ہے کہ پنکھا چل رہا ہے ۔ آرام سے بیٹھے ہیں خدمتگار چائے لایا ہے اگر اس میں ذرا سا بھی قصور ہے خواہ میٹھا ہی کم یا زیادہ ہے تو غصہ سے بھر جاتے ہیں خدمت گار پر ناراض ہوتے ہیں بہت غصہ ہو تو مارنے لگ جاتے ہیں ...... حالانکہ جیسے وہ خدمتگار انسان ہے اور اس سے غلطی اور بھول ہو سکتی ہے ۔ ویسے ہی وہ (امیر) بھی انسان ہے ...... مجھے ایک بات یاد آئی ہے کہ ہارون الرشید کی ایک کنیز تھی ۔ ایک دن اس نے بادشاہ کا بستر جو کیا تو اسے گدگدا اور ملائم اور پھولوں کی خوشبو سے بسا ہوا پاکر اس کے دل میں آیا کہ میں بھی لیٹ کر دیکھوں تو سہی اس میں کیا آرام حاصل ہوتا ہے ۔ وہ لیٹی تو اسے نیند آ گئی ۔ جب بادشاہ آیا تو اسے سوتا پاکر ناراض ہوا اور تازیانہ کی سزا دی ۔ وہ کنیز روتی بھی جاتی اور ہنستی بھی جاتی ۔ بادشاہ نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ روتی تو اس لیے ہوں کہ ضربوں سے درد ہوتی ہے اور ہنستی اس لیے ہوں کہ میں چند لمحہ اس پر سوئی تو مجھے یہ سزا ملی اور جو اس پر ہمیشہ سوتے ہیں ان کو خدا معلوم کس قدر عذاب بھگتنا پڑے گا ۔ (ملفوظات جلد ہفتم صہ ١١٥)

محبت کی نظر اور عداوت کی نظر کا فرق

سلطان محمود سے ایک بزرگ نے کہا کہ جو کوئی مجھ کو ایک دفعہ دیکھ لیوے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے ۔ محمود نے کہا یہ کلام تمہارا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہے ۔ ان کو کفار ابولہب، ابوجہل وغیرہ نے دیکھا تھا ان پر دوزخ کی آگ کیوں حرام نہ ہوئی اس بزرگ نے کہا اے بادشاہ کیا آپ کو علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ینظرون الیک وھم لا یبصرون اگر دیکھا اور جھوٹا کاذب سمجھا تو کہاں دیکھا ؟ .... دیکھنے والا اگر محبت اور اعتقاد کی نظر سے دیکھتا ہے تو ضرور اثر ہو جاتا ہے اور جو عداوت اور دشمنی کی نظر سے دیکھتا ہے تو اسے ایمان حاصل نہیں ہوا کرتا " (ملفوظات جلد ششم صہ ٩٦)

دو میں سے ایک ہے نہیں

ایک نقل مشہور ہے کہ کسی عورت کی دو لڑکیاں تھیں ایک بیٹ میں بیاہی ہوئی تھی اور دوسری بانگر میں اور وہ یہ ہمیشہ یہ سوچتی رہتی تھی کہ دو میں سے ایک ہے نہیں اگر بارش زیادہ ہو گئی تو بیٹ والی نہیں اور اگر نہ ہوئی تو بانگر والی نہیں ۔ یہی حال حکم کے آنے پر ہونا چاہیئے (ملفوظات جلد پنجم صہ ٣٢)

ہنرمندی کا اعلیٰ ترین نمونہ

"ایک بادشاہ نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کے کاریگر سے کہا کہ تم اپنے ہنر اور کمال کا مجھے نمونہ دکھاؤ اور نمونہ بھی ایسا نمونہ ہو کہ اس سے زیادہ تمہاری طاقت میں نہ ہو گویا اپنے انتہائی کمال کا نمونہ ہمارے سامنے پیش کرو اور پھر اس بادشاہ نے دوسرے اعلیٰ درجہ کے کاریگر سے کہا کہ تم بھی اپنے کمال کا اعلیٰ ترین نمونہ بنا کر پیش کرو۔ اور ان دونوں کے درمیان اس بادشاہ نے ایک حجاب حائل کر دیا۔ کاریگر نمبر اوّل نے ایک دیوار بنائی اور اس کو نقش و نگار سے اتنا آراستہ کیا کہ بس حد کر دی اور اعلیٰ ترین انسانی کمال کا نمونہ تیار کیا۔ اور دوسرے کاریگر نے ایک دیوار بنائی مگر اس کے اوپر کوئی نقش و نگار نہیں کیے لیکن اس کو ایسا صاف کیا اور چمکایا کہ ایک مصفا شیشے سے بھی اپنے صیقل میں وہ بڑھ گئی۔ پھر بادشاہ نے پہلے کاریگر سے کہا کہ اپنا نمونہ پیش کرو۔ چنانچہ اس نے وہ نقش و نگار سے مزین دیوار پیش کی اور سب دیکھنے والے اسے دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ پھر بادشاہ نے دوسرے کاریگر سے کہا کہ اب تم اپنے کمال کا نمونہ پیش کرو۔ اس نے عرض کیا کہ حضور یہ حجاب درمیان سے اٹھا دیا جاوے۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے اٹھوا دیا تو لوگوں نے دیکھا کہ بعینہٖ اسی قسم کی دیوار جو پہلے کاریگر نے تیار کی تھی دوسری طرف بھی کھڑی ہے کیونکہ درمیانی حجاب اٹھ جانے سے اس دیوار سب نقش و نگار بغیر کسی فرق کے اس دوسری دیوار پر ظاہر ہو گئے۔"

(سیرۃ المہدی جلد ۱ صفحہ ۲۹۱، ۲۹۲)

خدا کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا

ہمیں اس خدا کی ہی پرستش کرنی چاہیئے جو کہ ذرا سے کام کا بھی اجر دیتا ہے۔ خدا وہ ہے کہ انسان اگر کسی کو پانی کا گھونٹ بھی دیتا ہے تو وہ اس کا بھی بدلہ دیتا ہے دیکھو ایک عورت جنگل میں جا رہی تھی رستہ میں اس نے ایک پیاسے کتے کو دیکھا اس نے اپنے بالوں کا رسّہ بنا کر کنوئیں سے پانی کھینچ کر اس کتے کو پلایا جب یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کو قبول کر لیا ہے وہ اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔ اگرچہ وہ تمام عمر فاسقہ رہی ہے

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۶)

مولوی صاحب کا وعظ اور عمل

مولویوں کی طرف دیکھو کہ دوسروں کو وعظ کرتے اور آپ کچھ عمل نہیں کرتے اسی لیے اب ان کا کسی قسم کا اعتبار نہیں رہا ہے۔ ایک مولوی کا ذکر ہے کہ اس نے ایک مسجد کا بہانہ کر کے ایک لاکھ روپیہ جمع کیا۔ ایک جگہ وہ وعظ کر رہا تھا۔ سامعین میں اس کی بیوی بھی موجود تھی۔ صدقہ و خیرات اور مغفرت کا وعظ اس نے کیا۔ اس کے

وعظ سے متاثر ہو کر ایک عورت نے اپنی پازیب اتار کر اس کو چندہ میں دے دی۔ جس پر مولوی صاحب نے کہا اے نیک عورت کیا تو چاہتی ہے کہ تیرا دوسرا پاؤں دوزخ میں جلے؟ یہ سن کر اس نے فی الفور دوسری پازیب بھی اتار کر اسے دے دی۔ مولوی صاحب کی بیوی بھی اس وعظ میں موجود تھی اس کا اس پر بھی بڑا اثر ہوا اور جب مولوی صاحب گھر میں آئے تو دیکھا کہ ان کی عورت روتی ہے اور اس نے اپنا سارا زیور مولوی صاحب کو دے دیا کہ اسے مسجد میں لگا دو۔ مولوی صاحب نے کہا کہ تو کیوں ایسا روتی ہے یہ تو صرف چندہ کی تجویز تھی اور کچھ نہ تھا۔ یہ باتیں سنانے کی ہوتی ہیں کرنے کی نہیں ہوتیں اور کہا کہ اگر ایسا کام ہم نہ کریں تو گزارہ نہیں ہوتا۔ انہیں کے متعلق یہ ضرب المثل ہے:

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر مے کنند
چوں بخلوت مے روند آں کار دیگرے مے کنند

(یہ واقعہ ملفوظات جلد ششم صہ ۲۶۵-۲۶۴ اور جلد پنجم صہ ۳۱۶ پر تفاصیل کے فرق سے درج ہے۔ یہاں پر اس واقعے کی تفاصیل کو یکجا کر دیا گیا ہے)